روزنامہ الفضل
THE DAILY ALFAZL QADIAN.
ایڈیٹر غلام نبی
قادیان دار الامان
یوم یک شنبہ
جلد ۲۸ | ۲۲ صفر ۱۳۵۹ ھ | ۳۱ امان ۱۳۱۹ ہش | ۳۱ مارچ ۱۹۴۰ء | نمبر ۷۲

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ایک صاحبزادی کا عقد

اور

جماعت احمدیہ کے لئے سبق

احباب کرام "الفضل" میں یہ مسرت افزا خبر پڑھ چکے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی دو صاحبزادیوں کے عقد کا اعلان حال میں فرمایا ہے۔ اس اعلان میں ایک خاص بات جو احباب نے محسوس کی ہوگی۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضور نے اپنی ایک صاحبزادی سیدہ امۃ الرشید بیگم صاحبہ کا نکاح مونگھیر صوبہ بہار کے ایک سعید الفطرت نوجوان میاں عبد الرحیم احمد صاحب ابن جناب مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس عقد میں جو حکمتیں۔ اور مصلحتیں نہاں ہیں۔ انہیں خدا۔ اور اس کا خلیفہ ہی بہتر سمجھتے ہیں لیکن یہ تو عیاں ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خدا تعالےٰ کی رضا کی خاطر۔ اور جماعت احمدیہ کی بہتری۔ اور بھلائی کے لئے یہ ایک عظیم الشان قربانی فرمائی ہے:۔

یہ درست ہے۔ کہ مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے ایک نہایت مخلص۔ اور احمدیت کے شیدائی انسان ہیں۔ اور ان کی ساری زندگی اخلاص اور عقیدت مندی کا قابل رشک مرقع ہے۔ یہ بھی صحیح ہے۔ کہ ان کے صاحبزادہ میاں عبد الرحیم احمد صاحب ایک سعید الفطرت۔ سعادت مند اور نیک اطوار نوجوان ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے بڑے بڑے فضلوں کے امیدوار۔ لیکن باوجود اس کے ان کے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ بات نہ آئی ہوگی۔ کہ خدا تعالےٰ اس رنگ میں بھی انہیں نوازے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک خاندان سے رشتہ داری کی سعادت حاصل ہو سکے گی۔ مگر اب جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی ذرہ نوازی کے صدقے انہیں یہ شرف حاصل ہوا ہے وہ اپنی اقبال مندی۔ اور خوش بختی پر جس قدر بھی فخر کریں۔ بجا ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ انہیں اپنے آپ کو اس انعام کا زیادہ سے زیادہ اہل ثابت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور یہ انعام ان کے لئے مزید دینی اور دنیوی انعامات کا موجب ہو:۔

میاں عبد الرحیم احمد صاحب اس وقت علیگڑھ یونیورسٹی کے ایک طالب علم ہیں۔ اور ان کے والد مولوی علی احمد صاحب دائم المرض ہونے کی وجہ سے آمدنی کے بہت محدود ذرائع رکھتے ہیں اور نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان حالات میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اپنی شفقت اور نوازش کا جو مورد بنایا ہے۔ تو محض اس لئے کہ وہ دینداری اور تقوےٰ شعاری کے لحاظ سے ایک اچھا نمونہ ہیں۔ گو دنیوی لحاظ سے کوئی خصوصیت نہیں رکھتے۔ اور اس طرح حضور نے اپنے عمل سے ایک ایسی مثال قائم فرمائی ہے۔ جو ان مشکلات کو دور کرنے میں مشعل راہ بن سکتی ہے جو رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو درپیش ہیں۔ اور جن کی وجہ سے اس وقت تک کئی ایک کو سخت ٹھوکر لگ چکی ہے۔ اور وہ دنیا کی خاطر دین گنوا بیٹھے ہیں:۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ جماعت کی ان مشکلات سے کون واقف ہو سکتا ہے اور ان مشکلات کی وجہ سے جو پریشانی عام طور پر لاحق ہے۔ اس کا احساس حضور سے زیادہ کس کو ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ اپنی تحریروں۔ اور تقریروں میں بارہا جماعت کو یہ ہدایت فرما چکے ہیں۔ کہ رشتہ داری کے تعلقات پیدا کرنے کے لئے سب سے پہلا درجہ دینداری اور نیک اطواری کو دینا چاہیئے۔ اور رشد و ہدایت دیکھنے کے بعد ایسی باتوں کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے۔ جن کا میسر آنا محال ہو۔ بلکہ بہت کچھ خدا تعالےٰ پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اور مال و دولت دنیوی رتبہ و اعزاز کو اتنی اہمیت نہ دینی چاہیئے۔ کہ تعلقات رشتہ داری کا قائم ہونا محال ہو جائے۔ اب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس بارے میں بھی ایسی طرح اپنا نمونہ پیش فرمایا ہے۔ جس طرح دوسرے دینی امور میں فرمایا کرتے ہیں:۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس مثال کی تشریح و تفصیل پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ جماعت احمدیہ پر اس کی حقیقت واضح ہے۔

دینی اور ساتھ ہی دنیوی لحاظ سے جماعت احمدیہ میں بڑی سے بڑی حیثیت رکھنے والا خاندان بھی اس قسم کی نوازش کو اپنی انتہائی خوش قسمتی سمجھتا۔ اور ہمیں ذاتی طور پر علم ہے۔ کہ اس رشتہ کا خواہشمند ایک ایسا نوجوان بھی تھا جو علاوہ اپنے علاقہ کے رئیس اور تعلیم یافتہ ہونے کے پانچ ہزار ایکڑ زمین کے مالک ہیں۔ جس میں سے اکثر نہری ہے پس یہ سوال نہیں۔ کہ رشتہ میں کوئی مشکل تھی۔ بلکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے پیش نظر یہ بات تھی۔ کہ جماعت احمدیہ کے لئے ایک مثال قائم فرمائیں۔ اور وہ آپ نے قائم فرمادی اب سوال یہ ہے۔ کہ وہ جماعت جو اپنے محبوب پیشوا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہر ارشاد پر عمل کرنا اپنے لئے دینی اور دنیوی کامیابی کا موجب سمجھتی ہے۔ اور باعث سعادت یقین کرتی ہے۔ وہ حضور کے اس عملی نمونہ سے کس قدر فائدہ اٹھاتی ہے۔ اور رشتہ ناطہ کے تعلقات کے متعلق کس قدر سہولت اور آسانی حاصل کرتی ہے۔

اپنی اولاد سب کو عزیز ہوتی ہے۔ اور تمام ماں باپ چاہتے ہیں۔ کہ ان کی اولاد آرام و آسائش کی زندگی بسر کرے اس کے لئے امکان بھر کوشش کرنا بھی منع نہیں۔ لیکن رشتہ ناطہ کے بارے میں ایسا طریق عمل اختیار کرنا جو ایک طرف تو جماعتی لحاظ سے مشکلات پیدا کرے۔ اور دوسری طرف دینی لحاظ سے نقصان کا موجب ہو۔ کسی ایسے شخص کے لئے قطعاً مناسب نہیں جو احمدی کہلاتا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکا ہے۔ اور اب جبکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے رشتہ داری کے معاملہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی نہایت شاندار مثال پیش فرمائی ہے۔ جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے اور خدا کا نام لے کر ان تمام بندشوں کو توڑ دے۔ جو مشکلات کا موجب بنی ہوئی ہیں ؛

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ امان ۱۳۱۹ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت انفلوئنزا کی وجہ سے ناساز رہی۔ آج کسی قدر تخفیف ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

خاندان حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔

کراچی سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ صاحبزادی طیبہ بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب علیل ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔

آج چودھری حاکم علی صاحب کی لڑکی کی جس کا نکاح قاضی عبد الحمید صاحب ایڈیٹر سن رائز سے ہو چکا تھا رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی شمولیت فرمائی اور دعا کی ؛

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خاص ارشاد

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے غیر مبایعین کی جد وجہد کے انسداد کے متعلق اپنے ۲۹ مارچ کے خطبہ جمعہ میں ہدایات دی ہیں اور فرمایا ہے۔ کہ ایسے علماء اور انگریزی خوان جو غیر مبایعین کا لٹریچر پڑھ کر مضمون لکھ سکیں وہ اپنے آپ کو پیش کریں۔ پس ایسے احباب اپنے اسماء سے جلد مطلع فرمائیں۔

خاکسار ناظر دعوۃ و تبلیغ

قادیان میں ساتواں اجتماعی یوم عمل

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ساتواں یوم عمل ۲۸ امان ۱۳۱۹ ہش منایا گیا۔ مختلف محلوں کے اصحاب مقام عمل پر صبح نو بجے پہونچ گئے۔ یہ مقام سٹار ہوزری ورکس کے قریب تھا جہاں پہلے بھی مٹی ڈالی جا چکی ہے۔ چونکہ مٹی کافی دور سے لانی پڑتی تھی۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا کہ ایک گروہ مٹی کی ٹوکریاں اٹھا کر پچاس فٹ تک لے جائے اور اس سے آگے اگلا گروہ پہونچائے۔ اور اس طرح قریباً سولہ حلقوں سے گزر کر ٹوکریاں آخری منزل تک پہونچتی تھیں۔ اس سڑک پر نہ صرف برسات میں بلکہ عام طور پر بھی پانی کھڑا رہتا ہے۔ اور برسات کے دنوں میں تو یہ رستہ ناقابل گزر ہو جاتا ہے۔

احباب کے جمع ہونے کے بعد ان کو ان کے حلقوں میں متعین کیا گیا۔ اور ساڑھے نو بجے باقاعدگی کے ساتھ کام شروع ہوا۔ سب چھوٹے بڑے کسی نہ کسی رنگ میں مشغول کام تھے۔ تکان کے باعث جہاں کام کی رفتار قدرے سست ہو جاتی۔ وہاں صدر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے الفاظ نیا جوش پیدا کر دیتے۔

گیارہ بجکر دس منٹ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز باوجود ناسازی طبع تشریف لائے۔ اور ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کام کا ملاحظہ فرمایا۔ اس دوران میں ایک صاحب نے حضور کے گلے میں ہار ڈال دیئے تو حضور نے فرمایا یہ تو مٹی ڈھونے کا وقت ہے ہار ڈالنے کا نہیں۔ جہاں سے مٹی کھودی جا رہی تھی حضور نے وہاں پہونچ کر کدال کے ساتھ اپنے دست مبارک سے مٹی کھودی۔ اور ٹوکریوں میں ڈال۔ پھر ایک مٹی سے بھری ہوئی ٹوکری اٹھائی۔ اور اس کو دوسرے حلقہ کی حد تک پہونچایا۔ بعض دوسرے دوست جب حضور کو ٹوکری کے اٹھانے میں مدد دینے لگے تو حضور نے فرمایا۔ کہ صرف ایک آدمی میرے ساتھ ٹوکری اٹھائے حضور ایک حلقہ سے ٹوکری اٹھا کر دوسرے حلقہ میں رکھ دیتے۔ یہاں تک کہ آخری حد تک حضور ٹوکری اٹھا کر لے آئے۔ اس کے بعد حضور بڑے درخت کے نیچے بیٹھ کر نگرانی فرماتے رہے۔ پونے بارہ بجے کے قریب حضور واپس تشریف لے گئے۔

پونے بارہ بجے ستانے کے لئے بگل بجایا گیا۔ اور پندرہ منٹ کام بند کر دیا گیا۔ پھر دوبارہ کام شروع کیا گیا۔ اس موقعہ پر جماعت کے بزرگان کی موجودگی اور کام کی شمولیت نے بہت جوش پیدا کیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور دیگر بزرگان نے ٹوکریاں اٹھائیں۔

سڑک کی مشرقی جانب پر گدھوں کے ذریعہ مٹی ڈالی گئی۔ اس طرح بھی کافی حصہ سڑک کا تیار کیا گیا۔ مقام عمل پر ایک خیمہ نصب کر کے طبی امداد کا انتظام کیا گیا۔ ایک صاحب گرمی اور تکان کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ لیکن جلد ہی طبی امداد پہنچنے پر ان کی حالت درست ہو گئی۔ بعض اور احباب نے معمولی طبی امداد حاصل کی۔

خیمہ کے قریب خدام الاحمدیہ اور وقار عمل کا جھنڈا نصب تھا۔ ایک بجے کام ختم کیا گیا۔ اندازہ ہے کہ چھ ہزار سات سو مکعب فٹ مٹی ڈالکر تین سو پچاس فٹ لمبی سڑک تیار کی گئی۔

خاکسار ناصر احمد مہتمم شعبہ وقار عمل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

درخواست ہائے دعا

(۱) چودھری محمد مدد علی صاحب کھر کے لڑکوں کی امتحان میں کامیابی کے لئے (۲) سید آل احمد صاحب امروہہ کی صحت کے لئے (۳) سید مقبول حسن صاحب مغلپورہ کی صحت کے لئے (۴) مولوی ظل الرحمن صاحب کی صحت کے لئے (۵) اہلیہ صاحبہ منشی عبد الرحیم صاحب کارکن بیت المال

حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب کی بیعتِ خلافت اور مولوی محمد علی صاحب

(۱)

جناب مولوی محمد علی صاحب ——— جب سے استاذی المکرم حضرت مولانا مولوی غلام حسن خان صاحب نے بموجب ارشادِ خداوندی اعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا پر عمل کیا۔ اور آپ کو لا تفرقوا کا پیغام دیا۔ بجائے اس کے کہ آپ کو ان کی متین و شریفانہ تحریر کوئی فائدہ دیتی۔ آپ نے بالکل خلافِ توقع حضرت مولانا مگر ہمارے یقین کے مطابق اپنی اصلی شکل و صورت میں ظہور کیا۔ اور اپنی فطری کینہ توزی کا اظہار شروع کر دیا ہے کبھی بذریعہ اخبار پیغام۔ اور کبھی بذریعہ خطبۂ جمعہ ان پر برسنے لگے۔ اور آپ بھلا ایسا کیوں نہ کرتے۔ جبکہ آپ قادیان سے لاہور جاتے ہوئے تقوےٰ اور صلاحیت وہیں چھوڑ آئے ہ

اگر آپ نے غور اور نیک نیتی سے حضرت مولانا کی بیعت کے بعد ان کا پہلا اور دوسرا بیان پڑھا ہوتا۔ تو آپ کو معلوم ہو جاتا۔ کہ آپ کے توہمات کے جوابات ضرورت سے زیادہ دیئے جا چکے ہیں۔ مگر اس کے واسطے صحت نیت کی ضرورت تھی۔ جو آپ میں مفقود ہو چکی ہے۔ جو رنگ آپ نے پچیس سال سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور جماعت احمدیہ کے خلاف اختیار کر رکھا ہے۔ اب وہ آپکی طبیعت ثانیہ بن چکا ہے۔ لہذا آپ کو وُہی رنگ حضرت مولانا کے بالمقابل استعمال کرنے سے کون روک سکتا ہے۔ آپ نے حضرت مولانا سے ایک مخلصانہ گزارش میں پھر انہی امُور کو دُہرایا ہے۔ تاکہ کسی طرح وہ لوگ جن پر حضرت مولانا کے علم۔ صلاحیت۔ تقوےٰ۔ اور بے غرضانہ حسنِ سلوک کا اثر ہے۔ اور جن کے قلوب حضرت مولانا کے اس اقدام خیر سے متاثر ہیں۔ وُہ آپ کی امارت سے وابستگی ترک نہ کریں۔ مگر ساری دُنیا ایسی عقل کی اندھی نہیں۔ جو آپ کی اس چال سے واقف نہ ہو۔ قلوب تو خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وُہ جس دل کو طالبِ حق سمجھتا ہے۔ اُسے حق اور صداقت کی طرف پھیر دیتا ہے

روحانی فوری تبدیلی کی شاندار مثال

آپ کا پہلا سوال وہی فوری تبدیلی کا ہے۔ کہ کس طرح واقع ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں گزارش ہے۔ کہ محض خدا کے فضل اور اس کی دستگیری اور بندہ نوازی سے۔ آپ دیکھیں کہ وہ ساحرانِ مصر جن کو فرعون نے بڑے انعاموں کا لالچ دے کر حضرت موسےٰ کے مقابلہ پر لایا تھا۔ عین میدان مقابلہ میں سالہا سال کے عقائد اور خیالات کو فوراً ترک کر کے کہتے ہیں۔ اٰمنا برب العالمین رب موسیٰ و ھارون۔ ہم تو رب العالمین پر ایمان لے آئے۔ جو مُوسےٰ اور ہارون کا رب ہے۔ اور پھر فرعون کے ڈرانے اور قتل و صلیب کی دھمکی دینے پر کس استقامت سے کہتے ہیں۔ فاقض ما انت قاض اور لا ضیر انا الی ربنا منقلبون۔ آپ کی جو مرضی ہو۔ کریں۔ ہمیں کوئی فکر نہیں۔ ہم تو خدا کی طرف پھر چکے ہیں۔ کیا یہ سالہا سال کی تحقیقات کا نتیجہ تھا۔ یا فوری تبدیلی کا ہ

اسی طرح جب حضرت محمد رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دعوئی نبوت کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق سے کیا گیا۔ تو انہوں نے فوراً بلا تامل کہدیا۔ کہ اگر حضرت محمدؐ نے دعوئی نبوت کیا ہے۔ تو بالکل سچا ہے۔ کیا یہ فوری تبدیلی نہ تھی۔ جو صدیوں کے عقائد کفریہ کو ترک کر کے اور شرده دعوئی نبوت محمدیہ سُنکر بلا تامل واقع ہوئی۔ اسی طرح عمر سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قتل کے واسطے گھر سے نکلتے ہیں۔ لیکن بعض فوری پیش آمدہ واقعات سے متاثر ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دار ارقم میں ایمان لانے کی غرض سے روانہ ہوتے ہیں۔ اور مشرف باسلام ہو جاتے ہیں اور پھر خدا کی خاطر ایسا جوش دکھاتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضؓ کو خانہ کعبہ میں لے جانے کے لئے مصر ہوتے ہیں۔ اور مزاحمت کرنے والوں کے قتل پر آمادہ ہو جاتے ہیں ایسی تبدیلی کو آپ فوری کہیں گے۔ یا سالہا سال کی تحقیقات کا نتیجہ قرار دیں گے۔ پھر کیا ایسی احادیث موجود نہیں۔ جن میں لکھا ہے۔ کہ ایک شخص ساری عمر کفر کے کام کرتا ہے۔ مگر آخر میں اس کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے یا ساری عمر مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر آخر میں کفر پر مرتا ہے۔ کیا یہ تبدیلی فوری واقع ہوتی ہے۔ یا سالہا سال کی تحقیقات سے۔ آپ خود ان تغیرات کا زمانہ مقرر کرلیں اگر یہ فوری تبدیلیاں ہیں۔ جو واقع ہوئی ہیں۔ تو آپ کا حضرت مولانا غلام حسن صاحب کے متعلق ۱۹۰۸ء سے ۱۹۳۹ء تک کے ایام اور سالوں کا حساب کرنا کس عقلمندی پر مبنی ہے ہ

غیر مبائعین میں فوری تبدیلی

پھر خود آپ نے۔ اور آپ کے لاہوری رفقاء نے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر حضرت نور الدین اعظم کے خلیفۃ المسیح منتخب کرنے کا اقدام کیا۔ اور خلافت احمدیہ کو بموجب منشائے الوصیت قرار دیا۔ اور ان کی اطاعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کی طرح بتایا۔ اور سب نئے اور پُرانے احمدیوں کو بیعتِ خلافت پر مکلف کیا (دیکھو اعلان ۲۔ جون ۱۹۰۸ء) کیا یہ سب کچھ فوری تبدیلی تھی یا کسی وسیع اور طویل تحقیقات کا نتیجہ۔ اگر یہ سب کچھ طویل اور وسیع تحقیقات پر مبنی تھا۔ تو فوراً خلافت احمدیہ کے قیام کے بعد آپ لوگ خلیفہ کی بغاوت پر کیوں آمادہ ہو گئے۔ کیا یہ آپ کا وفور بغاوت فوری تبدیلی پر مبنی تھا ہ

مولوی محمد علی صاحب میں فوری تبدیلی

اسی طرح آپ جنوری ۱۹۰۲ء لغایت دسمبر ۱۹۱۳ء بحیثیت ایڈیٹر ریویو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی۔ اور رسول اور پیغمبر لکھتے رہے ہیں۔ "کثرت دلائل قرآنیہ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے رہے۔ مگر پھر یہ اس قدر پرانا عقیدہ لاہور آتے ہی ترک کر دیا۔ اور کتاب النبوت فی الاسلام کے سرورق پر یہ تحریر کر دیا۔ کہ میں اس عقیدہ کو ترک کر چکا ہوں۔ اب میرے سامنے میری سابقہ تحریرات یا کسی زید یا بکر کی تحریرات دربارہ تصدیق نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کرنی مجھ پر حجت نہ ہونگی۔ کیا جس قدر عرصہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اور رسول مانتے رہے ہیں۔ اُتنا ہی عرصہ آپ نے اس دوسری تحقیقات میں لگایا۔ کہ آپ نبی نہیں ہیں۔ یا فی الفور تغیر پیدا ہوا۔ جبکہ پہلا عقیدہ آپ نے ترک کر دیا تھا۔ اور کیا حضرت نور الدین اعظم کی وفات پر اپنی آرزوؤں کو پورا ہوتا نہ دیکھکر تو یہ تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی تھی ہ

اسی طرح آپ کا ۱۸۹۸ء میں قادیان ہجرت کر کے آجانا۔ بہشتی مقبرہ کے حق میں وصیت کرنا۔ مگر حضرت محمود احمد ایدہ اللہ تعالےٰ کے خلیفۃ المسیح مقرر ہوتے ہی فوراً ترک ہجرت کر دینا۔ قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے جانا۔ اور وصایا منسوخ کر دینا کیا یہ سب کچھ فوری نہ تھا ہ

مولوی صاحب شیشہ کے محل میں بیٹھ کر آپ پختہ قلعوں پر پتھر کیوں پھینک رہے ہیں۔ چھلنی کیوں کوزے پر معترض ہے۔ آپ ذرا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل مرحوم کے رسالہ "تبدیلیٔ عقائد مولوی محمد علی" کو ایک بار پھر پڑھیں۔ تاکہ معلوم ہو۔ آپ نے سالہا سال کا عقیدہ دربارہ نبوت کس طرح فوراً بدل لیا۔ اور کیسی بھونڈی تاویل کی۔ کہ میرے دل میں نبی سے مراد محدث تھا حالانکہ خواجہ غلام الثقلین کے مقابلہ میں آپ حضرت احمد علیہ السلام کو حضرت عمر (محدث) کے مقابلہ میں بطور نبی اور رسول پیش کر چکے ہیں۔

آپکا دوسرا سوال خلافت احمدیہ کے بارہ میں ہے۔

خلافت کی اقسام

آپ اگر قرآن کریم پر غور کرتے تو خلافت کو کئی اقسام پر منقسم پاتے۔ کیا قرآن میں انبیاء کی نبوت کو خلافت نہیں کہا گیا۔ جو صرف انبیاء سے ہی مخصوص ہے۔ مثلاً حضرت آدم اور حضرت داؤد کا خلیفۃ اللہ ہونا۔ کیا قرآن مجید میں حضرت موسےٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلافت کا وجود مذکور نہیں۔ امت موسویہ میں انبیاء اور ملوک دونوں قسم کے خلفاء مبعوث ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ کے نزدیک مجدد (محدث) اور ملوک ہوئے۔ مگر ہمارے نزدیک آنے والا مسیح نبی اللہ خاتم الخلفاءؑ ہے۔ پس جس خلافت کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ وہ بوجہ مماثلت ومطابقت سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ کے ہے۔ حضرت موسےٰؑ کی خلافت کا سلسلہ حضرت عیسےٰؑ پر ختم ہوا اور وہ امت موسویہ کے خاتم الخلفا ٹھہرے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امت محمدیہ کے خاتم الخلفا ہوئے۔ یعنی حضرت المسیح ناصری خلفائے موسویہ میں افضل ترین خلیفہ تھے۔ اور خلفاءؑ امت محمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل ترین ہستی ہیں۔ نیز جس طرح حضرت محمد رسول اللہ خاتم فیوض نبوت انبیاء ماقبل ومابعد ہیں۔ اسی طرح حضرت احمد بسبب مظہر تام وبروز کامل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم خلافت محمدیہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور اول جو اسم محمد کے ماتحت ہے۔ اس کا سلسلہ خلافت حضرت ابوبکرؓ سے شروع ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہوا۔ مگر دوسرا ظہور جو اسم احمد کے ماتحت ہوا اس کا سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اسی طرح شروع ہوا جس طرح حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے خلافت محمدیہ شروع ہوئی۔ اور اس سلسلہ میں پہلے خلیفہ حضرت نورالدین اعظم ہوئے۔ اور دوسرے حضرت مرزا محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز۔ یہ خلافت احمدیہ خلافت محمدیہ سے جدا نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ظہور ثانی میں آپ ہی کی خلافت ہے۔ اس واسطے یہ سلسلہ خلافت بھی آیت استخلاف کے ماتحت ہے

احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں

آپ نے غلط طور پر پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ کہ احمدیت یا احمد ازم کوئی نیا مذہب یا کوئی نئی چیز ہے۔ حالانکہ آپ خوب جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود تحفہ گولڑویہ خطبہ الہامیہ اور دوسری کتب میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دو بعثتیں ہیں۔ پہلی بعثت اسم محمد کے ماتحت اور دوسری اسم احمد کے ماتحت اگر ظہور اول میں آپ کے بعد خلافت کا سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک جاری رہا۔ تو کیا اب تاقیامت کوئی خلیفہ اور جانشین حضرت محمد رسول اللہ کا نہ ہوگا۔ اب جو مجدد یا محدث اور مصلح آئیں گے وہ کس کے خلفاء ہوں گے۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ خلافت محمدیہ کا سلسلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے شروع ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ختم ہوا۔ تاکہ سلسلہ موسویہ کے ساتھ مشابہت تامہ تکمیل کو پہونچ جائے۔ اور حضرت احمد یا مظہر ثانی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دوسرا سلسلہ خلافت۔ خلافت احمدیہ کے نام سے شروع ہوا۔ اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا انشاء اللہ۔ اور یہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسےٰ علیہ السلام پر فوقیت اور فضیلت کی دلیل ہے۔ الوصیت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسےٰؑ کے بعد حضرت یوشعؑ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی مثالیں دے کر بتایا ہے۔ کہ میرے بعد بھی ایک سلسلہ خلافت اسی طرح شروع ہوگا جو خلافت احمدیہ کہلائے گا۔ چنانچہ اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہوئے۔ پس حضرت مولوی غلام حسن صاحب نے اگر یہ کہا کہ خلافت محمدیہ کے خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں تو کیا غلط کہا یہ تو امر واقع ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے موافق اسی طرح جب انہوں نے یہ فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کے منشاء سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سلسلہ خلافت احمدیہ قائم ہوا تو اس میں کونسی بات غلط ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعد بحیثیت بشر ایک انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا۔ اور اس کو سب اختیارات دے دیئے مگر اس انجمن کے لاہوری ارکان نے اپنی کثرت رائے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر حضرت نورالدین اعظم کو باوجود ان کے انکار کے خلیفۃ المسیح اول منتخب کیا۔ اور اپنے سب اختیارات ان کے سپرد کر دیئے۔ نئے اور پرانے احمدیوں کو ان کی بیعت پر مکلف کیا۔ اپنی اس سب کارروائی کو بموجب منشاء الوصیت بتایا۔ اور خود خواجہ کمال الدین صاحب نے اور آپ نے اور شیخ رحمت اللہ صاحب نے اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے اس خلیفۃ المسیح کی بیعت کی۔ اور چھ سال کامل ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء لغایت ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء تک اس پر قائم رہے۔ یہ سب کچھ آپ سے کس نے کرایا۔ اگر اللہ تعالےٰ کا منشاء خلافت احمدیہ کا مؤید نہ تھا۔ اور اگر اللہ تعالےٰ خود اس کا مؤید نہ ہوتا۔ تو خلیفہ بنانے کے مدعی خلیفۂ اول کو معزول کیوں نہ کر سکے۔ اور تیس سال کامل ناخنوں تک زور صرف کرنے کے باوجود خلافت احمدیہ کیوں قائم قائم رہی۔ دراصل جو کچھ ہونا مقدر تھا! وہ ہو چکا۔ اور آپ دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

اپنے مسلمات کی بناء پر مجرم

حضرت مولانا غلام حسن خان صاحب نے درست فرمایا ہے۔ کہ جب آپ کو یقین کامل تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدر انجمن کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اور کلی اختیارات اسے دے دیئے ہیں۔ تو پھر آپ لوگوں کا خلیفہ مقرر کرنا گو منشاء الٰہی کے مطابق تھا مگر آپ کے مسلمات کے مخالف اور آپ کا جرم تھا۔ جس کی تلافی آپ تاقیامت نہیں کر سکتے ؎

خیال زلف دوتا میں نصیر پیٹا کر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

پس حضرت مولانا کے نزدیک آپ اپنے مسلمات کی بناء پر مجرم ہیں۔ لاہور میں صدر انجمن احمدیہ کی نقل قائم کرکے بھی کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ نامراد ہی رہے۔

چونکہ خدا کا منشاء خلافت احمدیہ کو قائم کرنا تھا۔ اور اسم احمد کے ماتحت نیا دور خلافت قائم ہونا ضروری تھا۔ اور آیت استخلاف کے وعدے میں داخل تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے انجمن کی جانشینی کو پسند نہ کیا۔ اور خود ارکان انجمن سے اس غلط روش کی اصلاح کرا دی۔ جو خدا کی مرضی کے موافق نہ تھی جیسے انا امتنا اربعۃ عشر دواباً کے الہام کے بعد کے دوسرے الہام کا منشاء ہے۔ اور خلافت احمدیہ ان سے قائم کرا دی۔ اس طرح انجمن کے چودہ ممبروں کے اختیارات کثرت رائے سے کالعدم اور معطل ہو گئے۔ اور یہ چودہ ذی روح مردہ قرار پائے۔ اور خلافت احمدیہ کے قیام کے بعد جو ممبر پشیمان ہوئے۔ وہ ذلت بما عصوا وکانوا یعتدون کے جرم کے

اسلام میں عورت کو خلع کا حق

ایک مقدمہ میں سب جج صاحب بٹالہ کا فیصلہ

چوہدری محمد علی صاحب سب جج درجہ سوم بٹالہ کی عدالت میں مسماۃ حمیدہ بیگم بنت میاں عبدالرحیم صاحب احمدی نے فسخ نکاح کے لئے مقدمہ دائر کیا۔ جس میں ۱۴ فروری ۴۰ء کو خاکسار کی بھی شہادت ہوئی۔ فاضل جج نے مدعیہ کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

"اسلامی قانون کے اصول کے مطابق جیسا کہ مدعیہ کے گواہ نمبر ۲ مولوی ابوالعطاء صاحب نے اس بارے میں حوالجات پیش کئے ہیں۔ عورت کو اگر اپنے خاوند سے انتہائی نفرت ہو جائے۔ تو وہ اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے مہر کے مطالبہ سے دست بردار ہو جائے۔ گواہ نے اپنے موقف بیان کی تائید میں قرآن مجید۔ حدیث۔ ان کی شروح اور دیگر معروف مذہبی کتابوں کے مستند حوالجات ذکر کئے ہیں۔ یہ تمام حوالہ جات مع ترجمہ گواہ نے اگزبٹ ۲ الف تا فاء میں نقل کر دیئے ہیں۔ ان مستند اقتباسات سے واضح ہے۔ کہ بیوی کو خاوند سے انتہائی نفرت کی بناء پر تنسیخ نکاح کے مطالبہ کا حق ہے۔ مدعا علیہ کا سلوک مدعیہ سے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے اچھا نہیں رہا۔ لہذا معقول وجوہ کی بناء پر مدعیہ کو مدعا علیہ سے نفرت پیدا ہونی ضروری تھی۔ پس مدعیہ کے لئے اس بنیاد پر فسخ نکاح کا حق واضح طور پر ثابت ہے۔ سو اس تنقیح کا فیصلہ مدعیہ کے حق میں کیا جاتا ہے"۔

(فیصلہ مقدمہ ۵۸۰)

ذیل میں وہ چند حوالجات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ایسے حالات پیش آنے پر جن میں بیوی کو خاوند سے شدید نفرت پیدا ہو جائے۔ اسلامی شریعت اسے حق دیتی ہے۔ کہ وہ حاکم مجاز کی معرفت خلع کرا سکے۔

قرآن مجید نے رشتہ زوجیت کی بنیاد وداد اور محبت پر رکھی ہے۔ اور اسے "میثاق غلیظ" قرار دیتا ہے۔ اسلام کا منشاء یہ ہے۔ کہ اس مقدس رشتہ کو ہر ممکن قربانی کے ذریعہ قائم رکھا جائے لیکن اگر ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ کہ میاں بیوی کا اس رشتہ میں منسلک رہنا ان کی روحانیت، اخلاقی حالت اور متاہلانہ زندگی کے لئے وبال ہو جائے۔ اور مقدور بھر کوشش کے باوجود اس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ تو اسلام دین فطرت ہونے کے باعث اس رشتہ کو منقطع کرنے کی بھی اجازت دیتا ہے۔ عام اصطلاح میں اگر یہ تعلق خاوند کے اعلان سے منقطع ہو۔ تو اسے طلاق کہتے ہیں۔ اور اگر بیوی کی درخواست پر حاکم مجاز اسے منقطع قرار دے۔ تو اسے خلع کہا جاتا ہے۔

خلع کے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے۔

ولا یحل لکم ان تاخذوا مما آتیتموھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما افتدت بہ۔ کہ تمہارے لئے اس مال مہر میں سے کچھ لینا ہرگز جائز نہیں۔ جو تم اپنی بیویوں کو دے چکے ہو۔ بجز اس صورت کے۔ کہ میاں بیوی کو خوف ہو کہ وہ اللہ کی حدود مقررہ کو قائم نہ رکھ سکیں گے۔ پس اگر تم کو بھی اس امر کا کامل اندیشہ ہو۔ تو اس بات میں کوئی حرج نہیں۔ کہ عورت اپنی خلاصی کے لئے مال واپس کر دے۔ قرآن مجید کی یہ آیت خلع کے حکم کی اساس ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ایسی مستقل کشیدگی جو دلوں میں نفرت و کراہت۔ اور تعلقات میں ابتری پیدا کر دے جس کی موجودگی میں میاں بیوی کے روابط کا قائم رہنا بحالات ظاہر ناممکن ہو۔ موجب خلع ہے اس کے باعث انفساخ نکاح ہو سکتا ہے

صحیح بخاری میں جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:۔

ان امرأت ثابت بن قیس أتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ثابت بن قیس ما اعتب علیہ فی خلق ولا دین ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقھا تطلیقۃ

(کتاب النکاح باب الخلع)

یعنی ثابت بن قیس صحابی کی بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ اے رسول خدا! میں ثابت پر اس کے اخلاق یا دین کے بارے میں کوئی الزام نہیں رکھتی۔ لیکن میں اسلام میں ہو کر کفر سخت ناپسند کرتی ہوں۔ حضور نے اس سے فرمایا۔ کیا تو ثابت کا باغیچہ اسے واپس کرنے پر آمادہ ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت سے فرمایا۔ کہ اپنا باغیچہ لے کر اسے طلاق دے دو۔

بخاری شریف کی یہ حدیث مسئلہ خلع کی عملی تفسیر ہے۔ یہ حدیث اسلامی فقہ میں خلع کی عملی بنیاد قرار دی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ الہدایہ باب الخلع

بخاری شریف کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ چنانچہ دارقطنی میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوی کا نام زینب بنت عبداللہ بتا کر لکھا ہے:۔

وکان أصدقھا حدیقتہ فکرھتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم أتردین علیہ حدیقتہ التی أعطاک قالت نعم وزیادۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اما الزیادۃ فلا ولکن حدیقتہ خذھا وخل سبیلھا۔

(حاشیہ ہدایہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۹)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ باغیچہ حضرت ثابت نے اپنی بیوی کو مہر میں دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلع کی صورت میں مہر سے زیادہ کی ادائیگی بیوی کے ذمہ نہیں رکھی۔ نیز یہ بھی واضح ہے۔ کہ اس خلع کا موجب صرف بیوی کی شدید نفرت تھی۔

بخاری شریف کی مندرجہ بالا روایت میں حضرت ثابت کی بیوی کا فقرہ ولکنی اکرہ الکفر فی الاسلام تشریح طلب ہے۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:۔

ای کفران العشیر والتقصیر فیما یجب لہ بسبب شدۃ البغض لہ ویمکن ان یکون مرادھا ان شدۃ کراھتھا لہ قد تحملھا علی اظھار الکفر لینفسخ نکاحھا منہ

(نیل الاوطار جلد ۶ صفحہ ۲۴۴)

یعنی ثابت کی بیوی کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں شدت نفرت و بغض کے باعث اس کے حقوق ادا نہیں کر سکتی۔ اور اس کوتاہی کے سبب سے نافرمانی اور ناشکر گذاری کرنے والی بنوں گی یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس کا مطلب یہ ہو۔ کہ کہیں یہ شدید نفرت مجھے بظاہر مرتد ہونے پر مجبور نہ کر دے۔ تاکہ اس طرح میرا نکاح فسخ ہو جائے۔[ع]

بخاری شریف کی متذکرۃ الصدر روایت کے زیر عنوان کا یہی مطلب دوسرے شراح مثلاً علامہ عینی مؤلف عمدۃ القاری نے ذکر کیا ہے (جلد ۹ صفحہ ۵۷۱) گویا حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی بیوی کو اپنے خاوند سے اتنی شدید نفرت تھی۔ کہ اس کے یقین کے مطابق اب اس کا اس کے ساتھ گذارہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ کہتی ہے۔ اگر اسے علیحدگی کی اجازت نہ دی گئی۔ تو خطرہ ہے۔ کہ وہ علیحدگی کی خاطر کوئی ایسا قدم نہ اٹھا بیٹھے۔ جو اسے ارتداد کے گڑھے میں گرا دے۔

حاشیہ ع۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ارتداد کا لازمی نتیجہ دشمن کی صفوں میں شامل ہو کر مسلمانوں سے جنگ کرنا ہوتا تھا۔

زوجہ ثابت رضؓ کے اس بیان کی تصدیق ان سینکڑوں واقعات سے ہو چکی ہے جو ہندوستان میں واقع ہوتے رہتے ہیں۔ جب کہ سینکڑوں مسلم عورتوں نے اپنے خاوندوں کے نفرت انگیز سلوک سے تنگ آکر محض اس لئے آریہ یا عیسائی بننا منظور کیا۔ تا حکومت کے قانون کے مطابق ان کے نکاح فسخ ہو جائیں ۱۹۳۹ء کے مسلم ایکٹ سے پرانے قانون میں مناسب تبدیلی ہو گئی ہے۔

عورت کی شدید نفرت خلع کے جواز کا قوی سبب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور فیصلہ اس فتویٰ پر محکم دلیل ہے امام شوکانی تحریر فرماتے ہیں۔

وظاہر احادیث الباب ان مجرد وجود الشقاق من قبل المرأة کاف فی جواز الخلع واختار ابن المنذر انہ لا یجوز حتی یقع الشقاق منہما جمیعا وتمسک بظاہر الآیة وبذٰلک قال طاؤس والشعبی وجماعة من التابعین واجاب عن ذٰلک جماعة منہم الطبری بان المراد انہما اذا لم یقیما حقوق الزوج کان ذٰلک مقتضیاً لبغض الزوج لہا فنسبت المخالفة الیہما لذٰلک ویؤید عدم اعتبار ذٰلک من جہة الزوج انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یستفسر ثابتاً عن کراہتہ لہا عند اعلانہا بالکراہة لہ (نیل الاوطار جلد ۶ ص ۲۴۷)

کہ خلع کے متعلق احادیث کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ محض بیوی کی طرف سے مخالفت اور نفرت جواز خلع کے لئے کافی ہے ابن المنذر کہتے ہیں کہ جب تک مخالفت اور نفرت بیوی اور خاوند ہر دو کو نہ ہو خلع جائز نہ ہوگا۔ انہوں نے ظاہر لفظ آیت کو مدنظر رکھا ہے۔ طاؤس۔ شعبی اور تابعین کی ایک جماعت نے بھی یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ ابن المنذر وغیرہ کے استدلال کا جواب دوسرے آئمہ مثلاً الطبری وغیرہ نے یہ دیا ہے کہ آیت سے مراد یہ ہے۔ کہ جب بیوی خاوند کے حقوق ادا نہ کرے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خاوند بھی اس سے کراہت کریگا اس بنا پر مخالفت دونوں کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ خاوند کی طرف سے نفرت کے ہونے یا نہ ہونے کے غیر متعلق ہونے کا ثبوت یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت سے اس وقت یہ دریافت نہ فرمایا تھا کہ اسے بھی اپنی بیوی سے نفرت ہے یا نہیں جب کہ اس کی بیوی نے یہ بیان کیا کہ مجھے اپنے خاوند سے نفرت ہے۔

اس اقتباس سے عیاں ہے کہ ائمہ اسلام کے نزدیک خلع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حاکم کے نزدیک بیوی کو اپنے خاوند سے اس کے سلوک وغیرہ کے باعث ایسی شدید نفرت پیدا ہو چکی ہو۔ کہ وہ اس کے ساتھ نباہ نہ کر سکے۔

فاضل جج نے اپنے فیصلہ میں جن حوالجات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اوپر ذکر ہو چکے ہیں۔ اب میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد درج کرتا ہوں آریہ معترض کو جواب دیتے ہوئے حضور خلع کے ذکر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"جب عورت بذریعہ حاکم کے طلاق لیتی ہے تو اسلامی اصطلاح میں اس کا نام خلع ہے۔ جب عورت مرد کو ظالم پاوے یا وہ اس کو ناحق مارتا ہو یا اور طرح سے ناقابل برداشت بدسلوکی کرتا ہو یا کسی اور وجہ سے ناموافقت ہو یا وہ مرد دراصل نامرد ہو یا تبدیل مذہب کرے یا ایسا ہی کوئی اور سبب پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے عورت کو اس کے گھر میں آباد رہنا ناگوار ہو تو ان تمام حالتوں میں عورت یا اس کے ولی کو چاہیئے کہ حاکم وقت کے پاس یہ شکایت کرے اور حاکم وقت پر یہ لازم ہوگا کہ اگر عورت کی شکایت واقعی درست سمجھے تو اس عورت کو اس مرد سے اپنے حکم سے علیحدہ کر دے اور نکاح کو توڑ دے لیکن اس حالت میں اس مرد کو بھی عدالت میں بلانا ضروری ہوگا کہ کیوں نہ اس کی عورت کو اس سے علیحدہ کیا جائے (چشمہ معرفت ص ۲۷۵) حضور نے ایک دوسری جگہ تحریر فرمایا ہے کہ :- "اگر عورت مرد کے تعدد ازدواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کرا سکتی ہے" (کشتی نوح ص ۱۸) خاکسار

[illegible]

نتیجہ امتحان سالانہ ۱۹۴۰ء تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

یہ نتیجہ جماعت نہم سے لے کر جماعت پنجم تک کا ہے۔ پرائمری کا نتیجہ اس میں شامل نہیں جماعت نہم سے پنجم تک کل طلبا جو امتحان میں شریک ہوئے ۴۰۱ تھے جن میں سے ۳۷۰ کامیاب ہوئے۔ نتیجہ ۹۲½ فی صدی رہا۔ جن طلبا کے نام اس فہرست میں درج نہیں۔ افسوس ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ پاس ہونے والے طالب علم کا فرض ہے کہ وہ اسے ہمراہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق کم از کم ایک اور طالب علم یہاں تعلیم پانے کے لئے ضرور لانے کی کوشش کرے۔ سکول ۶ ر شہادت ۱۳۱۹ہش (مطابق ۶ را پریل ۱۹۴۰ء) کھلے گا۔ جب کہ پڑھائی باقاعدہ شروع ہو جائے گی۔

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

جماعت نہم فریق الف

سعادت احمد۔ محمود احمد۔ بشارت احمد بشیر احمد اول۔ عبد الرحمٰن اول۔ منصور احمد فضل عمر خان۔ منور احمد۔ کمال احمد۔ عبد الرزاق۔ محمد معین۔ منیر احمد۔ نور الدین عبد القدیر۔ عبد القیوم۔ نصیر احمد۔ عبد الحمید اول۔ ظفر علی۔ محی الدین۔ ریاض احمد۔ عبد السلام۔ نثار احمد۔ عبد الستار۔ محمد فاروق۔ ناصر احمد۔ شفیق الرحمٰن۔ حبیب اللہ مبارک احمد۔ عبد الحی۔ بشیر احمد دوم۔ محمد احمد۔ فضل الٰہی۔ محمد اقبال۔ عبد الجلیل عبد الباسط۔ عبد الحمید دوم۔ محمد اسحٰق

جماعت نہم فریق (ب)

عزیز الرحمٰن۔ نیک محمد۔ محمد شریف محمود اکرام۔ محمد منور۔ جمیل احمد۔ نعمت اللہ مصطفیٰ حسین۔ انوار حسین۔ مبارک احمد فیض المعارف۔ احمد حسین۔ محمد سعد اللہ محمد اشرف۔ اعجاز احمد۔ منصور احمد۔ غلام احمد گداہ۔ ناصر محمد۔ عبد الرزاق۔ ظہور الدین۔ بشارت حسین۔ فضل الرحمٰن۔ عبد القدیر۔ محمود ظفر۔ وزیر احمد۔ جمال دین نور الحق۔ محمد داؤد۔ عبد الرب۔ محمد احمد سعید احمد۔ محمد احمد۔ حامد۔ عبد السلام عبد اللہ۔ نذیر احمد۔ محمد اکبر۔ منور احمد۔ محمود احمد۔

جماعت ہشتم فریق الف

محمد یحییٰ۔ مبارک احمد۔ مبشر احمد۔ محمد یعقوب۔ سعید احمد۔ مجید احمد۔ بشیر احمد مفتی محمد صادق۔ عبد الستار۔ عبد الحمید عبد الغفور۔ عبد السبحان۔ بشیر احمد حکیم۔ مسعود احمد۔ ناصر علی۔ عبد اللطیف اول سردار محمد۔ عبد الواسع۔ سلیم احمد۔ ضیاء الدین عبد المجید۔ محمد اشرف۔ عبد الکریم۔ مرزا نسیم احمد۔ عبد اللطیف دوم۔ شریف احمد اول۔ داؤد احمد۔ عبد القدیر۔ مقصود احمد عبد القیوم۔

جماعت ہشتم فریق ب

عبد الرحمٰن اول۔ عبد اللطیف خان محمود احمد اول۔ لطف الرحمٰن۔ عبد الرشید نور محمد۔ رشید احمد۔ غلام احمد۔ جلال الدین فتح محمد۔ بشیر الدین۔ غلام احمد۔ حفیظ۔ عبد اللطیف دوم حمزہ۔ محمود احمد دوم۔ محمد خان۔ خلیل احمد۔ نور الدین۔ اختر لطیف۔ منیر احمد بشیر احمد دوم۔ جمال محمد۔ مقبول احمد۔ منیر احمد

نوٹ :- مندرجہ ذیل طلباء زیر تجویز ہیں چراغ دین۔ اعجاز احمد۔ مبارک یحییٰ عبد الحفیظ۔ ناصر احمد۔ بشیر احمد۔ اسلم بیگ

جماعت ہفتم فریق الف

حفیظ احمد۔ عبد الستار۔ منور بیگ پریتم سنگھ۔ غلام نبی۔ ابراہیم۔ شمس الدین خلیل احمد۔ جمیل احمد۔ عبد المالک۔ عبد الحمید۔ حبیب اللہ۔ مبارک احمد۔ شریف احمد۔ محمد داؤد۔ عبد القادر۔ نصیر احمد۔ نصیر الدین۔ بشیر احمد۔ رشید احمد۔ ضیاء الدین۔ سعید احمد۔ عبد اللطیف۔ ذکاء احمد محمد عبد اللہ۔ ضیاء الدین غلام محمد۔ محمد سعید۔ محمد صدیق محمود احمد۔ عبد الحمید۔ منور بیگ۔

جماعت ہفتم فریق (ب)

منیر احمد - عبدالوہاب - سعید احمد اول - مبارک احمد - غلام احمد - بشیر احمد دوم - عبدالحلیم - محمد وزیر - سمیع اللہ - حشمت اللہ - بشیر احمد ظفر - ابراہیم - عبدالقدیر - واجد علی - محمد عبداللہ - جلیل احمد - سعید احمد دوم - محمد لطیف - اصغر حسین - فضل احمد - احمد علی - فیاض احمد - ایم عبداللطیف - محمود احمد - عنایت اللہ - محمد ادریس - صادق احمد - بشیر احمد چہارم - گوردیال سنگھ - محمد شہاب الدین

جماعت ششم فریق (الف)

طاہر محمود - عبدالمالک - داؤد احمد - محمد اسحاق - بشیر احمد اول - محمد احمد - غلام احمد - سمیع اللہ - آیت الرحمٰن - منیر احمد - عبداللطیف اول - عبداللطیف دوم - محمد اجمل - عبدالکریم - مسعود حسین - یعقوب اللہ - صلاح الدین - عبدالحمید - بشیر احمد دوم - ہارون الرشید - سلطان احمد - سردار محمد - احسان الٰہی - سلیم الدین - محمد یوسف - حمید اللہ - حسین المحاسن - عبدالمجید - عبدالغفار - محمود احمد - مبارک احمد - افضل بیگ - عباد اللہ - عبدالرؤف - عبداللطیف سوم - کلیم احمد - صلاح الدین - اقبال احمد -

جماعت ششم فریق (ب)

نعمت اللہ - حمید احمد - ظفر علی - محمد یوسف - مرزا انور احمد - مرزا طاہر احمد - محمد احمد - عطاء الحق - محمد ابراہیم - بشیر احمد - نصر اللہ خان - عبداللطیف دوم - بشارت احمد - اسد اللہ خان - نصیر احمد - عبدالوہاب - نذیر احمد - سعید احمد - محمد رفیع - محمد صدیق - الطاف الرحمٰن - منظفر احمد - کریم احمد - محمد سلیم - رفیع احمد - بشیر احمد دوم - شریف احمد - عبدالرشید - رشید احمد - محمد اشرف - حفیظ الرحمٰن - بشیر احمد سوم - محمد شریف - محمود احمد - محمد اسرائیل - شیخ احمد - مبشر احمد - عبدالغفار - محمد یحییٰ -

جماعت پنجم فریق (الف)

بشیر الدین - شمشیر سنگھ - محمود مبارک - شریف احمد - بشیر احمد اول - محمد الیاس - حفیظ احمد - طاہر احمد - بقاء الدین - عبدالسمیع - منیر الدین - عبدالسلام - مبارک احمد - نور احمد - بشیر احمد ننگلی - ثناء اللہ - محمد عبداللہ - گلزار الحق - مبشر احمد - عبدالرشید - رشید احمد - محمد یوسف - عبداللطیف ناصر - لطف الرحمٰن - برکات الرحمٰن - عبدالعزیز - سعید احمد - صفدر - سجاد - برکت مسیح - عبدالحمید - آفتاب احمد - (نوٹ) رول نمبر ۳ عبدالشکور زیر تجویز ہے -

جماعت پنجم فریق (ب)

محمد اشرف - یحییٰ - نذیر حسین - محمد یعقوب - عنایت اللہ - عبدالنور - شوکت علی - محمد حیات - عبدالرشید - مجید احمد - پران ناتھ - رشید احمد - محمد افضل - ناصر محمود - محمد رفیع - سلطان محمد - محمد اسلم - خالد سیف اللہ - عبدالحق - منیر احمد - عبدالمجید - عبدالشکور - رفیع الدین - مقصود احمد - مصلح الدین - رؤف خان - حبیب الرحمٰن - نیک محمد - ذکاء اللہ - بشیر محمود -

جماعت پنجم فریق (ج)

رشید احمد - ظہور احمد - خلیل احمد - محمد احمد - محمد بشیر - علی محمد - بشیر احمد - محمد مجید - محمد لطیف - بشیر احمد دوم - عبدالسمیع اول - منور احمد - ناصر احمد - ظہیر الدین - حنیف احمد - سعید احمد - سردار محمد - محمد صادق - اشفاق حسین - محمد لطیف - اقبال بیگ - بشیر احمد سوم - عبدالرحمٰن - بشیر احمد چہارم - عبدالحمید دوم - رشید احمد - عبدالمجید - منیر احمد - محمد قیوم - منصور احمد - عبدالخالق - محمد لطیف -

دینیات اور میزان میں اول اور دوم رہنے والے طلباء

جماعت	رول نمبر	نام طالب علم	نمبر حاصل کردہ
نہم	۶۹۴	ناصر محمد دینیات میں اول	۱۰۰/۱۰۰
″	۱۳۴	محمد معین ″ ″ دوم	۹۴
نہم	۶۹۴	ناصر محمد میزان میں اول	۵۷۶/۸۵۰
″	۲۲۴	ظفر علی ″ ″ دوم	۵۳۷
ہشتم	۳۸۱	جمال محمد - دینیات میں اول	۹۷/۱۰۰
″	۳۲۴	ضیاء الدین ″ ″ دوم	۹۳
″	۳۱۲	عبدالستار میزان میں اول	۶۵۰/۸۲۵
″	۳۷۷	اختر لطیف ″ ″ دوم	۶۳۶
ہفتم	۲۶۹	محمد عبداللہ دینیات میں اول	۹۷/۱۰۰
″	۲۶۱	محمد وزیر ″ ″ دوم	۸۹
″	۲۱۳	حبیب اللہ ″ ″ دوم	۸۹
″	۲۶۹	محمد عبداللہ میزان میں اول	۷۲۳/۸۸۰
″	۲۶۱	محمد وزیر ″ ″ دوم	۶۹۱
ششم	۱۷۸	محمد سلیم دینیات میں اول	۸۸/۱۰۰
″	۱۶۱	عطاء الحق ″ ″ دوم	۸۷
″	۱۷۸	محمد سلیم میزان میں اول	۴۹۴/۷۵۰
″	۱۶۱	عطاء الحق ″ ″ دوم	۴۸۶
پنجم	۲۰	محمد عبداللہ دینیات میں اول	۹۸/۱۰۰
″	۶۱	عبدالحق ″ ″ دوم	۹۶
″	۸۳	بشیر احمد میزان میں اول	۴۶۲/۶۰۰
″	۷۴	شوکت علی ″ ″ دوم	۴۴۸

لنڈن ۲۹ مارچ۔ رسکنڈے نیویا کے ملک ابھی تک ٹھیک پتہ نہیں لگا سکے۔ کہ جرمنی ان کے متعلق کونسی چال چلنے والا ہے برطانیہ نے جرمنی کی ناکہ بندی کر کے اسے بڑی مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ ناروے سے اب تک جرمنی کو لوہا جاتا رہا ہے۔ یہ راستہ بند ہو جانے پر جرمنی میں لوہا نہیں جا سکیگا دوسرا راستہ سویڈن کی ایک بندرگاہ ہے۔ مگر وہاں برف جمی ہوتی ہے۔ جو ایک مہینہ تک پگھلے گی۔ خیال ہے کہ جرمنی ان ملکوں سے یہ کہنے والا ہے۔ کہ برطانیہ کے ہتھیار بند جہازوں سے وہی سلوک کریں۔ جو جنگی جہازوں سے کیا جاتا ہے۔ فرانس اور انگلینڈ تہیہ کر چکے ہیں۔ کہ کسی طرح ناروے کا لوہا جرمنی کو نہیں پہنچنے دینگے

لنڈن ۲۹ مارچ۔ برطانیہ نے روس کے دو جہاز جو روک لئے تھے۔ اب خبر آئی ہے کہ وہ فرانسیسی افسروں کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔ جو ان کی تلاشی لے رہے ہیں۔ لنڈن میں خیال کیا جاتا ہے کہ ان پر جرمنی کو جانے والا مال لدا ہوا ہے

لنڈن ۲۹ مارچ۔ جرمنی کے تین تجارتی جہاز جو بٹاویہ میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں سے جانے کی طیاریاں کر رہے ہیں انہیں خاکی رنگ رنگا جا رہا ہے۔ نام مٹا دیا گیا ہے۔ اور جلد ہی جلدی مال لدا جا رہا ہے۔ یہ چھ چھ ہزار ٹن کے جہاز ہیں۔

کراچی ۲۹ مارچ۔ سندھ کی نئی وزارت کے خلاف عدم اعتماد کی جو تحریک پیش کی گئی تھی۔ وہ واپس لے لی گئی ہے اور ضمنی مطالبات منظور کر لئے گئے ہیں۔

دہلی ۲۹ مارچ۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا جلسہ ۱۹ اپریل کو واردھا میں ہوگا۔

کابل ۲۰ مارچ۔ وزیر اقتصادیات نے اعلان کیا ہے کہ سردہ۔ کھیرا۔ ککڑی۔ سبز پیاز۔ کیلا۔ خوبانی اور بیر وغیرہ تازہ پھلوں کی برآمد پر اور مویشیوں پر محصول درآمد اڑا دیا گیا ہے ایسا ہی بنولہ کی درآمد پر بھی ایک سال کے لئے محصول معاف کر دیا گیا ہے

بنوں ۲۸ مارچ۔ مسٹر اے۔ سی۔ فریسر ڈسٹرکٹ آفیسر فرنٹیر کنسٹبلری ٹانک جو ۱۰ مارچ کو شیخ بدین کی پہاڑیوں میں

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

قبائیلیوں سے مڈبھیڑ کے دوران میں شدید زخمی ہو گئے اور لاہور ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ آج لاہور میں فوت ہو گئے۔ ان کے غم میں بنوں میں مقامی دفاتر اور عدالتیں بند رہیں

نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ سنٹرل اسمبلی میں پنڈت کرشن کانت مالویہ نے دریافت کیا کہ کیا یہ درست ہے کہ آل انڈیا ریڈیو پر ہندی میں تقریر کرنے والوں سے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی تقاریر۔ مضامین اور دوسرے پروگراموں میں سے ہندی کے الفاظ نکال کر ان کی جگہ اردو کے الفاظ استعمال کریں۔ ممبر رسل ورسائل نے جواب دیا کہ یہ درست نہیں۔ ہاں تقریر کرنے والوں سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ جہاں تک ممکن ہو مشکل اور پیچیدہ الفاظ کے استعمال سے خواہ وہ اردو کے ہوں یا ہندی کے۔ گریز کریں۔

نئی دہلی ۲۸ مارچ۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یکم اپریل سے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل میں توسیع کی جا رہی ہے۔ کیونکہ جنگ کی وجہ سے کام بڑھ گیا ہے۔ اس لئے کئی نئے پورٹ فولیو معرض وجود میں لائے جائیں گے جن میں سپلائی ڈیپارٹمنٹ خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ ایگزیکٹو کونسل میں توسیع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یکم اپریل کے بعد بجائے موجودہ کونسل میں کوئی بھی غیر سرکاری عنصر نہیں ہوگا۔ کیونکہ آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب پھر سپیشل مشن پر لنڈن جا رہے ہیں۔ اس لئے دو اور ممبروں کے شامل کئے جانے کا امکان ہے۔ جس کے لئے مسٹر جیکر اور سر سلطان احمد کا نام لیا جاتا ہے

نئی دہلی ۲۰ مارچ۔ افواہ ہے کہ علامہ مشرقی کو جنوبی ہند کے کسی مقام یا لاکپور میں لے جا کر نظر بند کر دیا گیا ہے

اندور ۲۷ مارچ۔ مہاراجہ ہلکر نے ریاست میں جن اصلاحات کا اعلان کیا ہے ان میں جلسٹی آفیسر اندور کے اعلان کے مطابق مخصوص مسلم نشستوں کیلئے مسلمان ووٹ دینگے۔ مگر عام انتخابات مشترکہ طریق سے ہونگے۔

لنڈن ۲۹ مارچ۔ ناروے کا ایک اور جہاز جو ۳۰۰۰ ٹن کا تھا ڈوب گیا ہے اس کے ۳۲ آدمی بچا لئے گئے ہیں۔

لنڈن ۲۹ مارچ۔ کل وار کونسل کا جلسہ ہوا جس میں فرانس اور برطانیہ نے اقرار کیا کہ جنگ میں عارضی یا دائمی صلح ایک دوسرے کے مشورہ کے بغیر نہیں کی جائیگی۔ اور جب صلح کی جائے گی۔ تو اپنے تحفظ کا انتظام پوری طرح کر لیا جائیگا اس سمجھوتہ میں فرانس اور برطانیہ نے یہ اقرار بھی کر لیا ہے کہ جب تک بین الاقوامی نظام قائم نہیں ہو جاتا ایک دوسرے سے مل کر کام کریں گے۔ پیرس میں ایک نیم سرکاری بیان جاری کیا گیا ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ دسمبر ۱۹۱۵ء میں بھی فرانس اور برطانیہ کے درمیان اسی قسم کا سمجھوتہ ہوا تھا مگر وہ اتنا مکمل نہیں تھا۔ جتنا کہ کل کا۔ اس فیصلہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اتحادی خود صلح کی گفتگو شروع نہیں کریں گے۔ نیز یہ کہ لڑائی کے دوران میں ہی نہیں۔ بلکہ لڑائی کے بعد بھی ایک قوم کی طرح مل کر کام کریں گے۔

لنڈن ۲۹ مارچ۔ روم کے سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ موسم بہار میں وہ لڑائی ہو کر رہے گی جس کا یورپ کو خطرہ ہے

لنڈن ۲۹ مارچ۔ کل شام ایک جرمن ہوائی جہاز نے برطانیہ کے ایک تجارتی جہازی قافلہ پر حملہ کیا۔ اور پانچ بم گرائے مگر ایک بھی نشانہ پر نہ لگا۔ جرمنی نے حسب عادت اس موقع پر بھی اعلان کیا ہے کہ جرمن ہوائی جہاز نے بہت سے تجارتی جہازوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ مگر برطانیہ کی ہوائی وزارت نے بتایا ہے کہ یہ حملہ بری طرح ناکام رہا۔

لنڈن ۲۹ مارچ۔ شٹ لینڈ پر اڑتا ہوا ایک جرمن جہاز گرا لیا گیا۔ اور ایک اور کو اس قدر نقصان پہنچایا گیا۔ کہ وہ مشکل سے واپس پہنچا ہوگا۔ کل کی ہوائی لڑائی تک جب سے لڑائی شروع ہوئی ہے۔ جرمنی کے ۱۲۸ ہوائی جہاز برباد کئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ۹۴ برطانیہ کے ساحل پر یا آس پاس گرائے گئے۔

لنڈن ۲۹ مارچ۔ ہالینڈ کے جرمن ایجنٹ ربڑ۔ کھوپرا اور دوسری چیزیں بھاری قیمت پر خرید رہے ہیں۔

دہلی ۲۹ مارچ۔ آج سنٹرل اسمبلی سے سر ضیاء الدین اٹھ کر باہر چلے گئے کیونکہ ایک معاملہ پر جب انہوں نے بولنا چاہا۔ تو انہیں اجازت نہ دی گئی۔

کراچی ۲۹ مارچ۔ عدم اعتماد کی تحریک واپس لئے جانے کے بعد وزیر اعظم میر بندے علی صاحب نے ایک اہم اعلان کیا۔ کہ مسلم لیگ پارٹی اور ہندو انڈیپنڈنٹ پارٹی کے باہمی سمجھوتے سے موجودہ وزارت بنائی گئی ہے۔ جس کے لئے تین شرطیں ہیں وزارت ان شرائط پر قائم رہیگی ورنہ شرائط پر قائم نہ رہنے کی صورت میں سابق وزراء اعظم ہی وزارت میں شامل ہونگے

دہلی ۲۹ مارچ۔ مولانا ابوالکلام آزاد پریذیڈنٹ کانگرس الہ آباد جا رہے ہیں۔ جہاں کانگرس کی تنظیم کے متعلق کانگرس کے سکرٹری سے بات چیت کریں گے۔

الہ آباد ۲۹ مارچ۔ آج یہاں دوکانیں کھل گئیں۔ مگر حالات پوری طرح درست نہیں ہوئے۔ آج ایک آدمی پر حملہ کیا گیا جو فوراً مر گیا۔ پولیس احتیاطی تدابیر پر عمل کر رہی ہے۔

دہلی ۲۹ مارچ۔ جاپان کی ٹریڈ ایجنسی کا بیان ہے کہ ہندوستان اور جاپان کے درمیان تجارتی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ جاپان ۱۰۴ کروڑ گز کپڑا ہندوستان کو بھیجے گا۔

لائلپور منڈی ۲۹ مارچ۔ امریکن کپاس للعہ دیسی کپاس ۸۰ تو ربا للعہ ۲ تا للعہ

اوکاڑہ منڈی ۲۹ مارچ۔ امریکن کپاس للعہ دیسی کپاس ۸۰ تو ریا ۱۴ تا للعہ

امرتسر ۲۹ مارچ گندم ودڑہ گندم اعلیٰ ۸۰ چنے ۸۰ بیرانی باسمتی ۸۰ باسمتی ۸۰ رجھونا چاول للعہ دیسی کپاس ۸۰ توریہ خشک للعہ مونگ ۸۰ ملنجہ تل سفید ۸۰

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی